دور حاضر میں ستر وحجاب کی حدود وقیود: تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

Limits and Limitations of Satar and Hijab in modern times: Research and Analytical Study

Muhammad Farhan Ur Rehman
Ph.D. Research Scholar Institute of Islamic Studies & Sharia, MY University Islamabad, Visiting Lecturer at GGC Jhehlum
Email: farhanrehmanmuhammad@gmail.com

Muhammad Ajmal
Ph.D. Research Scholar, Department of Uloom e Islamia, University of Lahore
Email: muhammadajmal2013@gmail.com

Hafiz Muhammad Kashif
Ph.D. Scholar, Department of Usool ul Deen, University of Karachi
Email: 786kashif201@gmail.com

Abstract
Islam is a religion of nature. All the orders of Islam are very important for the survival and security of human life. Allah, the Exalted, has ordered men and women to hide some parts of their body from each other in certain matters. And for no reason, He has forbidden women to show their adornment in front of non-mahrams. In which it is obligatory for a man to cover his body from the navel to his knees. While it is obligatory for women to cover their entire body except for the hands, feet and the visible part of the face (according to some scholars). About which detailed instructions are available in Surah Al-Nur and Surah Al-Ahzab. Apart from this, there are examples of this in many authentic hadiths. Nowadays, there are some cases in which women have to go out of their homes, such as for education, for jobs or for the needs of life. So, of course, Islam has allowed women to do this with certain conditions. But there are some exceptional cases in which men and women can reveal the hidden parts of their body to other people, such as when a patient is in front of a doctor, to prove the truth in court, for identification during a trip, Likewise at other times of extreme compulsion. In the same way, there is a relaxation of veiling orders for older women compared to young women, however, it is better for them if they also veil. Nowadays, there are some cases in which women have to go out of their homes, such as for education, for jobs or for the needs of life. So, of course, Islam has allowed women to do this with certain conditions.

Keywords: Islam, Satar o Hijab, Hidden parts of body, Non-Mahram, Surat Al- Noor, Surat Alahzab, education, job

موضوع کا تعارف

حجاب کا لغوی معنی و مفہوم

لغت میں "حجاب" مصدر ہے اور اس کی جمع "حجب" ہے۔ جس کا معنی ہے چھپانا، پردہ کرنا۔ حجاب عربی زبان اور پردہ فارسی کا لفظ ہے یہ دونوں الفاظ تقریباً ہم معنی ہیں یعنی اوٹ، آڑ، پردہ، گھونگھٹ، نقاب اور برقع وغیرہ حاجب دربان کو بھی کہتے ہیں۔ وہ روکتا اور نگرانی کرتا ہے۔ حاجبان پلکوں کو بھی کہتے ہیں جو آنکھوں میں گرد و غبار کو روکتی ہیں اور آنکھوں کی حفاظت کرتی ہیں۔ [1]

اصطلاحی مفہوم

عورت اپنے بدن اور زینت کو اس طرح چھپائے کہ کوئی اجنبی نہ دیکھ سکے یا عورت کا غیر مردوں، نا محرموں اور اجنبیوں سے ستر چھپانا اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا حجاب کہلاتا ہے۔ یہ صرف دو گز کے کپڑے کا نام نہیں ہے جو ایک عورت اپنے سر پر لپیٹ لے۔ یہ دراصل پورا رویہ ہے جو صنف مخالف کے ساتھ معاملے کو باوقار اور مناسب بناتا ہے۔ حجاب کا تعلق نظر، زبان اور لباس سے ہے۔ اور مسلمان مرد و عورت دونوں کو اس کا اہتمام کرنا ہے۔ کیونکہ ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق "حیاء" ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ

یہاں ہمیں اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ ستر چھپانا اور زینت چھپانا دو مختلف کام ہیں۔ ستر چھپانے کے لیے لباس کا استعمال ہو گا جبکہ لباس کی زینت چھپانے کے لیے حجاب کا استعمال ہو گا۔

شرعی پردہ

شرعی پردہ دراصل دو پردوں پر مشتمل ہے ایک ہے گھر کے اندر کا پردہ جس کے بارے میں احکامات "سورہ النور" میں بیان ہوئے ہیں۔ ان احکامات کو احکامات ستر کہا جاتا ہے۔ دوسرا ہے کہ گھر کے باہر کا پردہ جس کے بارے میں احکامات "سورہ الاحزاب" میں بیان ہوئے ہیں اور یہ احکامات، احکامات حجاب کہلاتے ہیں۔

ستر اور حجاب میں فرق:

پردے کے حوالے سے اکثر لوگ ستر اور حجاب میں کوئی فرق نہیں کرتے حالانکہ شریعت اسلامیہ میں ان دونوں کے احکامات الگ الگ ہیں۔

ستر

ستر جسم کا وہ حصہ ہے جس کا ہر حال میں دوسروں سے چھپانا فرض ہے ماسوا زوجین کے یعنی خاوند اور بیوی اس حکم سے

مستثنی ہیں عورت کا ستر ہاتھ، پاؤں اور چہرے کی تکیہ کے علاوہ پورا جسم ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق سارا جسم عورت کا ستر ہے۔ اور ستر کا یہ پردہ ان افراد سے بھی ہے جو محرم ہیں۔

جو کہ سورہ النور میں اسطرح آئی۔

"وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ-وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ۪-وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّؕ-وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[2]

ترجمہ: (اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ اور نہ ظاہر ہونے دیں اپنی آرائش کو مگر اپنے شوہروں کے لیے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے لیے یا اپنے بیٹوں کے لیے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لیے یا اپنے بھائیوں کے لیے یا اپنے بھتیجوں کے لیے یا اپنے بھانجوں کے لیے یا اپنی ہم مذہب عورتوں یا اپنی باندیوں پر یا اپنے ایسے نوکروں پر جو (عورت) کے خواہشمند نہ ہوں یا ان بچوں پر جو آگاہ نہیں عورتوں کی شرم والی چیزوں پر اور نہ زور سے ماریں اپنے پاؤں (زمین پر) تاکہ معلوم ہو جائے وہ بناؤ سنگھار جو وہ چھپائے ہوئے ہیں۔ اور رجوع کرو اللہ کی طرف سب کے سب اے ایمان والو! تاکہ تم بامراد ہو جاؤ۔)

اس سورت کا آغاز زناکاروں کی سزا کے ذکر سے ہوا۔ یہاں ان راستوں کو ہی بند کیا جارہا ہے جو انسان کو اس جرم شنیع کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ بدکاری کا سب سے خطرناک رستہ نظر بازی ہے اس لیے سب سے پہلے اس کو بند کیا جارہا ہے۔ مردوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ جب نگاہ کسی نامحرم کی طرف نہیں اٹھے گی تو دل میں اس کی طرف کشش پیدا نہ ہوگی تو بدفعالی کا ارتکاب ہی بعید از قیاس ہوگا۔ آیت میں آنکھوں کو مطلقاً بند رکھنے کا حکم نہیں دیا جارہا، بلکہ اس کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنے سے روکا جارہا ہے جس کی طرف دیکھنا حرام ہے۔[3]

غض بصر کے ضمن میں احادیث:

نبی اکرم ﷺ نے بڑی سختی سے نامحرم کی طرف دیکھنے سے منع کیا ہے۔ چند ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیں۔

"عَنْ اَبِیْ اُمامَۃ یَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللہِ اکفوالی لبستٍّ اَکْفُلُ لَکُمْ بالجنۃ اِذَا حَدّث اَحَدُکُمْ فَلاَ یَکْذِب وَاِذَاء اؤتمِن فَلاَیَخنْ وَاِذَا وَعَدَ فَلاَ یَخْلِفْ وَغضُّوْا اَبْصَارَکُمْ وَکفّوا اَیْدِیَکُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ." [4]

ترجمہ: اگر تم میرے ساتھ ان چھ باتوں کا وعدہ کرو تو میں تمھارے لیے جنت کا ضامن ہوں: جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے۔ جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرے۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے۔ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو۔ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں جن چھے باتوں کے وعدے پر جنت کی ضمانت دی ہے ان میں اپنی نگاہوں کو نیچا رکھنا بھی شامل ہے یعنی ہر اس چیز کی طرف نہ دیکھنا جس کے دیکھنے سے قرآن و حدیث میں منع کر دیا گیا ہے۔

قرآن کی رو سے حجاب کے احکامات:

غَضِّ بَصَر (نظر کا پردہ)

مردوں کے لیے حکم

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِہِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَہُمْ-ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ-اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ" [5]

ترجمہ: (مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے۔ بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے)

غَضِّ بَصَر:

لغوی معنی: غض کا معنی ہے پست کرنا یا گھٹانا، اور بصر نگاہ کو کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی: غض بصر سے مراد نگاہ نیچی رکھنا ہے

یہ پابندی مردوں پر عورتوں کو بری نیت کے ساتھ گھورنے یا نظر جما کر دیکھنے کے ضمن میں عائد ہوتی ہے۔ آدمی کے لیے حلال نہیں کے وہ غیر محرم عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھے۔ اس آیت سے اسلام کی عدل و انصاف پر مبنی تعلیمات کی وضاحت ہوتی ہے۔ عورت سے پہلے مرد کو حجاب کے ضمن میں ذمہ دار ٹھہرایا کے تم اپنی نگاہوں کی حفاظت کرو ورنہ صرف عورت کے ڈھانک لینے کا فائدہ نہیں مرد کو اہم معاشرتی ذمہ داری دی جارہی ہے۔ کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ کیونکہ بد نظری زنا تک لے جانے کا پہلا زینہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر سورہ النور میں عورتوں کے لیے ارشاد فرمایا کہ وہ کیسے اپنی عزت وناموس کی حفاظت کر سکتی ہیں۔

"وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ" [6]

ترجمہ (اور آپ ﷺ حکم دیجیے ایماندار عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھا کریں اپنی نگاہیں اور حفاظت کیا کریں اپنی عصمتوں کی اور نہ ظاہر کیا کریں اپنی آرائش کو مگر جتنا خود بخود نمایاں ہو اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔)

اللہ کریم اپنے محبوب نبی اکرم ﷺ کو فرمارہا ہے کہ آپ مومن عورتوں کو حکم دیجیے کہ:

1۔وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔

2۔اپنے ستر کی جگہوں کی حفاظت کیا کریں۔

3۔اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں بجز اس کے جس کے ظاہر کیے بغیر چارہ نہیں۔

4۔اپنی اوڑھنیوں سے اپنے سینوں کو ڈھانپ لیا کریں۔

5۔زمین پر پاؤں اسطرح نہ ماریں جس سے ان کی مخفی زینت اور آرائش ظاہر ہو۔

6۔بعد ازاں ان لوگوں کا ذکر کر دیا گیا ہے جن کے سامنے زینت کا اظہار ممنوع نہیں۔

یہ چھ ارشادات ربانی ہیں جو اس آیت میں ذکر کیے گئے ہیں۔ اب ان کا تفصیلی تبصرہ ساعت فرمائیں۔ تاکہ وہ قواعد و ضوابط آپ کے سامنے واضح ہو جائیں جن پر کاربند ہونا اسلامی معاشرے کو پاکیزہ رکھنے کے لیے ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے۔ عورتوں کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا جارہا ہے کہ وہ ان چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھیں جن کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔ اس مسئلہ میں امام فخر الدین رازی نے خاص ترتیب سے لکھا ہے جس سے مسئلہ کے سارے گوشے واضح ہو جاتے ہیں اسی لیے ان کی تحریر پیش کی جاتی ہے۔

"آپ فرماتے ہیں جسم کا وہ حصہ جس کو ظاہر کرنا یا جس کا دیکھنا ممنوع ہے چار طرح سے ہے۔

1۔مرد کے جسم کا وہ حصہ جو دوسرے مرد کو دیکھنا ممنوع ہے۔

2۔عورت کے جسم کا وہ حصہ جو دوسری عورت کو دیکھنا ممنوع ہے۔

3۔عورت کے جسم کا وہ حصہ جو مرد کو دیکھنا ممنوع ہے۔

4۔مرد کے جسم کا وہ حصہ جس کی طرف عورت کا دیکھنا جائز نہیں۔

1۔ مرد کے جسم کا وہ حصہ جس کی طرف دوسرا مرد نہیں دیکھ سکتا۔ ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ امام صاحب کے نزدیک گھٹنوں کو دیکھنا جائز نہیں اور ران کو دیکھنا بطریقہ اولی ممنوع ہو گا۔ حضرت خذیفہ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ران سے کپڑا سرک گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا" غطّ فَخِذَكَ فَإِنّهاَ مِنَ العورةِ "(اپنی ران کو ڈھانپ لو یہ بھی ستر ہے)۔ حضرت سیدنا علی المرتضی کو بھی ارشاد فرمایا: " لا تبرز فَخِذَكَ وَلاَ تَنْظُرْ اِلی فِخذِ حِيّ وَّلا میّتٍ"(اپنی رانوں کو ظاہر مت کرو اور کسی مردہ یا زندہ کی ران کی طرف مت دیکھو)۔

2۔ عورت کے جسم کا وہ حصہ جو کسی عورت کو دیکھنا بھی جائز نہیں وہ بھی یہی ہے۔ یعنی ناف سے لے کر گھٹنوں تک نہیں دیکھ سکتی، باقی جسم کا دیکھنا جائز نہیں۔ لیکن اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو یہ بھی ممنوع ہے۔ غیر مسلم عورت مسلمان عورت کے صرف ان حصوں کو دیکھ سکتی ہے جو مرد دیکھ سکتے ہیں۔ حضرت عمر نے حضرت عبیدہ سالار لشکر کی طرف دیکھا"انه بلغنی انشاء اهل الزمة یدخلن العمامات مع نساء المسلمین فامنع من ذالك وحل دونه فانه لا یجوذ ان تری الزمیة عریة المسلمة "

یعنی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ذمی عورتیں مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں جاتی ہیں اس سے روک دو کیونکہ کسی ذمیہ عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مومن عورت کے ستر کو دیکھے۔

3۔ عورت کے بدن کا وہ حصہ جو مرد کو دیکھنا ممنوع ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام موصوف لکھتے ہیں: وہ عورت اجنبی ہو گی, محرم ہو گی یا بیوی ہو گی۔ اگر وہ آزاد نا محرم عورت ہے تو اس کا سارا بدن ہاتھ اور چہرہ کے سوا ستر ہے۔ کیونکہ وہ بیع شراء اور لین دین کے وقت چہرے اور ہاتھوں کو کھولنے پر مجبور ہوتی ہے۔ چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: چہرہ دیکھنے کی کوئی غرض نہ ہو یا فتنہ کا اندیشہ بھی نہ ہو۔

دوسری صورت: یہ ہے دیکھنے کی غرض کوئی نہیں لیکن فتنہ کا اندیشہ ہے۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ غرض بھی ہے اور فتنہ کا اندیشہ بھی ہے

پہلی صورت میں اجنبیہ کی طرف قصد و ارادہ سے دیکھنا جائز نہیں۔ اگر ایک دفعہ نگاہ پڑ جائے تو دوسری دفعہ نگاہیں نیچی کر لیں، حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی رائے یہ ہے کہ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو ایک مرتبہ جائز اور بار بار دیکھنا منع ہے۔ وَقِیلَ یَجُوزُ مرَّةً واحدةً اذا لَمْ یکُن محل فِتْنَة وبِهِ قال اَبُو حنیفة رحمته الله وَلا یَجُوزُ ان یکرّر النظر الیها.[9]

حجاب

حجاب عورت کا وہ پردہ ہے جو وہ گھر سے باہر کرتی ہے اور اس صورت میں شریعت کے وہ احکامات ہیں جو سورہ احزاب میں بیان ہوئے ہیں۔

سورہ احزاب کی روشنی میں حجاب و پردہ

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ()وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ-اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا[10]

ترجمہ(:اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں تم معمولی / عام عورتوں کی طرح نہیں ہوں اگر تم پرہیز گاری اختیار کرو۔بس ایسی نرمی سے بات نہ کرو کہ طمع کرنے لگے وہ جس کے دل میں روگ ہے اور گفتگو کرو تو باوقار انداز میں۔اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں،اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو جیسے سابق دور جاہلیت میں رواج تھا۔اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی۔بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کر لیا ہے اے نبی ﷺ کے گھر والو تم سے ناپاکی کو دور کرے اور تمہیں خوب ستھرا کر دے۔)

ان آیات میں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ کسی غیر محرم سے ضرور تاًبات کرنی پڑے تو گفتگو کے انداز میں جاذبیت اور لہجہ میں نزاکت کے طریقہ پر بات نہ کرے جس طرح چال،ڈھال اور لباس کے دلکش انداز سے دل کھینچتے ہیں اسی طرح گفتار کی نزاکت والے انداز کی طرف بھی کشش ہوتی ہے عورت کی آواز میں طبعی اور فطری طور پر نرمی اور لہجہ میں دلکشی ہوتی ہے پاک نفیس عورتوں کی یہ پہچان ہے غیر مرد سے بات کریں تو ان کے لہجے میں خشونت اور روکھا پن ہوں تاکہ کسی بدباطن کا قلبی میلان نہ ہونے پائے

وقرن یہ لفظ قرار سے ماخوذ ہے یا اقرار سے دونوں سے مقصد یہ ہے کہ امہات المومنین کو اپنے گھروں میں سکون و وقار سے ٹھہرنے رہنے کا حکم دیا جارہا ہے کہ بلاضرورت گھر سے نکلنے کی ممانعت فرمائی جارہی ہے زمانہ جاہلیت میں جس طرح عورتیں بن ٹھن کر بازاروں میں جایا کرتیں تھی اور اپنے حسن وجمال کی نمائش کیا کرتی تھی اس سے سختی سے روکا جارہا ہے اگرچہ یہاں خطاب صرف ازواج رسول ﷺ سے ہے۔لیکن امت کی ساری خواتین کے لیے یہی حکم ہے۔

اس لفظ کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ ہر اونچی چیز جو دور سے نمایاں ہو اس کے لیے یہ لفظ استعمال ہوا ہے بروج کو بھی بروج اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دور سے دکھائی دیتا ہے اس سے تبرج ماخوذ ہے۔اس کا معنی ہے عورت کا اپنے حسن و جمال اور آرائش دوسروں کو ظاہر کرنا۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں ناز و ادا سے مٹکتی لچکتی ہوئی سر بازار چلا کرتی تھی اس سے باز رہنے کا حکم دیا جارہا ہے افسوس آج مشرقی عورتیں تمام احکام جو قرآن میں صرف عورتوں کے لئے نازل ہوئے ہیں ان کو بھول کر اپنی عزت اور کامیابی غیروں کی تقلید کو سمجھتی ہے،تعلیم یافتہ اور عزت کا معیار بے پردگی کو سمجھا جاتا ہے۔

جو اصل میں جاہلیت اولی کا دستور تھا اور نئے مجتہدین عورتوں کو بے پردگی کی دعوت دے کر اسی جاہلیت اولی کو ترقی دینا چاہتے ہیں کہ جس کو مٹانے کے لئے قرآن میں ارشاد ربانی ہے۔

"وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ-"[11]

ترجمہ:(اور جب تم ان سے چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔

یہاں بعض لوگوں کا یہ خیال ہے اور وہ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ یہ خطاب صرف امہات المومنین سے ہے اور حکم صرف ان کے لئے ہے اگر یہ لوگ قرآن کے مزاج سے واقف ہوتے تو جان لیتے کہ قرآن کا خطاب خاص وعام کے لیے ہوا کرتا ہے اور قرآن مجید قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہدییت و رہنمائی بن کر نازل کیا گیا ہے۔ یہ تو نہ سمجھ سے نہ سمجھ انسان بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ امہات المومنین جو تمام عورتوں کے لیے لائق تقلید ہیں ان کے ذریعے تمام عورتوں کو پردے کا حکم دیا جارہا ہے کہ کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ خاندان مصطفیٰ ﷺ کی بعض عورتوں کو مستثنیٰ کر کے باقی تمام امت کی عورتوں کو بے پردہ گھومنے کی اجازت دے دی جائے۔

اس امر پر سب سے بڑی دلیل سورہ احزاب کی یہ آیت ہے

"یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّؕ-ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا "[12]

ترجمہ:(اے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ جب گھر سے باہر نکلیں تو اپنے چہرے کے اوپر چادروں کے پلو لٹکائیں اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر وہ ستائی نہیں جائیں گی اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحیم ہے۔)

اس آیت کریمہ سے چہرے پر چادر لٹکانے کا حکم ہے اس سے ان جاہلوں اور گمراہ تجدد پسندوں کے دعوؤں کی تردید بھی ہو گی جو کہتے ہیں کہ عورتوں کو چہرہ چھپانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

حافظ عمادالدین ابن کثیر آیت بالا کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت عبداللہ ابن عباس کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

"یعنی مومن عورتوں کو حکم دیاہے کہ جب وہ کسی مجبوری سے گھروں سے باہر نکلیں تو ان چادروں سے چہروں کو ڈھانک لیں جو سروں کے اوپر بڑی چادر اوڑھ رکھتی ہیں اور راہ چلنے کے لیے صرف ایک آنکھ ظاہر کریں۔"[13]

بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ یہ حکم ہنگامی حالات کے لئے تھا۔

اس وقت منافقین شرارت کرتے تھے اور اس دور میں جبکہ فساد زیادہ ہے اور عفت وعصمت کے دشمن بڑھ گئے ہیں

جو بد نظر اور بد نفس ہیں جو باطنی عیب کی وجہ سے عورتوں کو تاکتے ہیں اور پریشان کرتے ہیں اس وجہ سے اس حکم کی اہمیت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے چہرا، گٹوں تک ہاتھ کھلے رکھنے کا حکم نماز میں ہے۔ فقہ کی کتابوں میں نماز کی شرائط میں لکھا ہوا ہے جبکہ پردہ کے بیان میں نہیں لکھا کہ نماز میں منہ کھول لینے کا جواز غیر محرم کے سامنے بے پردہ ہو کر آؤں فقہا پر اللہ کی رحمت ہو ان پاک طبیعت لوگوں کے دل پہلے ہی کھٹک گئے کہ فاسد الخیال لوگ نماز کی تصریحات سے نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہو کر آنے پر استدلال کریں گے

در مختار میں جہاں لکھا ہوا ہے چہرا، ہتھیلیاں اور پاؤں ڈھانکنا صحت نماز کیلئے ضروری نہیں ہے۔ وہیں درج ہے۔" اور جو عورت کو نامحرم مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے سے روکا جائے گا اور یہ روکنا اس وجہ سے نہیں کہ چہرہ نماز کے ستر میں داخل ہے بلکہ اس کے لیے کہ نامحرم کے سامنے چہرہ کھولنے میں فتنہ کا خوف ہے"[14]

حیا

پردے کی اصل روح شرم وحیا ہے۔ حیا کیا ہے؟ حیا وہ فطری شرم ہے جو ہر انسان خاص طور پر عورت کی فطرت میں شامل ہے۔ جس کی دلیل قرآن پاک میں یوں ملتی ہے

"فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ-وَ عَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى "[15]

ترجمہ: آخر کار دونوں (حضرت آدم اور بی بی حوا) اس درخت کا پھل کھا گئے پس فوراً ہی ان کے ستر ایک دوسرے کے آگے کھل گئے اور وہ دونوں لگے اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے۔"

اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شرم وحیا کا مادہ انسان یعنی مرد وعورت دونوں کی فطرت میں ودیعت شدہ ہے حیا کرنا صرف عورت ہی کی فطرت نہیں بلکہ مردوں کی فطرت کا بھی حصہ ہے جو جتنا فطرت سے قریب ہو گا اتنا ہی باحیا ہو گا۔ شیطان نے پہلی چال جو بنی آدم پر چلی وہ اس کے شرم وحیا کے جذبے کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جن اعلی اخلاق کے ساتھ معبوث کیا گیا ان میں اخلاق ایک نہایت بلند مرتبہ اور گراں قدر خلق حیا ہے جسے آپ نے ایمان کا جز اور اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ قرار دیا ہے اس لیے حیا کرنا مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے۔

حیاء احادیث کی روشنی میں:

متعدد احادیث مبارکہ میں حیا اور شرم کے بارے میں ارشادات گرامی موجود ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں

"عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ رسول الله اَلْحَيَاء لَايَاَتِىْ اِلاَّبِخيَرٍ وَفِي رَوَايَةِ الْحَيَاءُ خَيْرُ كُلُّهُ"[١٠]

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ حیاء بھلائی ہی لاتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حیاء ساری خیر ہے۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ شرعی حیاء کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں میں غور کر کہ شرمندہ اور نادم ہو اس شرمندگی کی بنا پر آئندہ گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کی کوشش کرے جو غیرت نیکیوں سے روک دے وہ عجز ہے حیاء نہیں۔

"عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ الله مَرَّ عَلی رَجُلٍ مِنَ الانْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الحَياءِ فَقَالَ رسول الله دَعْهُ فاَنَ الْحَياَء مِنَ الأيمَانْ"[١٠]

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ایک انصاری شخص پر گزرے جو اپنے بھائی کو شرم و حیا کی نصیحت کر رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ حیاء ایمان سے ہے۔

"الاماظھر منھا" سے مراد:

"اِلَّامَاظَھَرَ مِنۡھَا"

ترجمہ: (بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے۔)

اسے مفسرین نے مراد لیا ہے کہ حجاب کے باوجود جو زینت خود بغیر کوشش کے ظاہر ہو جائے مثلاً ہاتھ، پاؤں لمبا قد آنکھیں وغیرہ۔ یعنی عورت کی مرضی کے بغیر اگر زینت ظاہر ہو جائے تو اس پر عورت کی کوئی پکڑ نہیں۔

چہرے کے پردے کا حکم:-

کچھ علماء اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں چہرہ بھی داخل ہے۔

الشیخ محمد بن صالح العثیمین (مفتی برائے سعودی عرب) کی رائے:

قرآن نے (اِلَّامَاظَھَرَ مِنۡھَا) سوائے اس زینت کے جو از خود ظاہر ہو جائے کہ الفاظ سے تعبیر کیا ہے یوں نہیں فرمایا" **اِلَاَ اَظۡھَرۡنَ مِنۡھَا** " سوائے اس زینت کے جسے عورت ظاہر کرے۔ ان حقائق کی روشنی میں یہ کیسے ممکن ہے کہ شریعت سینے اور گردن کے پردے کا حکم دے لیکن چہرہ کھلا رہنے کی رخصت دے، چہرہ غلطی سے تو ظاہر نہیں ہوتا بلکہ خود مرضی سے کھولا جاتا ہے۔[18]

چہرے کا پردہ احادیث کی روشنی میں:

واقعہ افک کے متعلق حضرت عائشہ کا بیان جو نہایت معتبر سندوں سے مروی ہے اس میں وہ فرماتی ہیں کہ جنگ سے واپس آکر جب میں نے دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے تو میں بیٹھ گئی اور نیند کا غلبہ ایسا ہوا کہ وہی پڑ کر سو گئی۔

"وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ، ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ، فَأَدْلَجَ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَأَتَانِي، فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي، فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي" [19]

ترجمہ: (صبح کو صفوان بن معطل وہاں سے گزرا تو کسی کو پڑے دیکھ کر آ گیا وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گیا کیونکہ حجاب کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکا تھا اس نے **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھا تو اس کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے منہ ڈھانپ لیا۔)

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ

حجۃ الوداع کے سفر میں ہم لوگ بحالت احرام مکہ کی طرف جا رہے تھے کہ مسافر ہمارے پاس سے گزرنے لگتے تو ہم عورتیں سر سے چادر کھینچ کر منہ پر ڈال لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو ہم منہ کھول لیتیں۔ درجہ بالا احادیث سے پتہ چلا کہ پردے کے احکامات میں چہرہ بھی شامل ہے امہات المومنین کے نزدیک بھی چہرہ پردے کے زمرے میں داخل ہے جیسا کہ آپ کے الفاظ کی تخصیص سے ظاہر ہو رہا ہے جب کہ دوسری حدیث پاک میں فرق واضح نظر آتا ہے کہ امہات المؤمنین تو غیر محرم کے سامنے چہرے کے پردے کا بھی خاص اہتمام کیا کرتی تھیں۔

عہد رسالت ﷺ میں چہرے کے پردے کا خاص اہتمام:

حضرت قیس بن شماس کا بیان ہے کہ:

"جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ، تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا، وَهُوَ مَقْتُولٌ، فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:جِئْتِ تَسْأَلِيْنَ عَنِ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ؟ فَقَالَتْ: اِنْ أُرْزَأَ ابْنِىْ فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِىْ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : اِبْنُكِ لَهٗ اَجْرُ شَهِيْدَيْنِ قَالَتْ: وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ: لِاَنَّهٗ قَتَلَهٗ اَهْلُ الْكِتَابِ" [20]

ترجمہ: (ایک صحابی عورت جن کو ام خلاد کہا جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بیٹے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے آئی ان کا بیٹا غزوہ میں شہید ہو گیا تھا جب وہ آئیں تو چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھی ان کا یہ حال دیکھ کر صحابی نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے کے لئے آئی ہوں اور چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے ہو حضرت ام خلاد نے جواب دیا اگر بیٹے کے بارے میں مصیبت زدہ ہو گئی ہو تو اپنی شرم و حیا کھو کر ہرگز مصیبت زدہ نہ ہوں گی۔)

اس حدیث سے مغربی مجتہدین کی تردید ہوتی ہے کہ چہرے کا پردہ لازم نہیں ہے۔ کسی حال بھی بے پردہ ہو کر آنا منع ہے۔ حضرت ابن عباس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اللہ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے نکلی ہے تو سر کے اوپر سے اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر چہرے کو ڈھانپ لیا کریں۔[21]

"وَ لَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِیَّةِ الۡاُوۡلٰی "[22]

ترجمہ:(اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج دکھاتی نہ پھرو۔)

الۡجَاهِلِیَّةِ الۡاُوۡلٰی سے مراد وہ برائیاں ہیں جن میں اسلام سے پہلے عرب کے لوگ مبتلا تھے اسلام کی اصطلاح میں وہ طرز عمل جو اسلام کے خلاف ہو چنانچہ بن ٹھن کر نکلنا اور جسم کے حسن کو زیب وزینت اور چست اور عریاں لباس سے نمایاں کرنا ذو ادا سے چلنا یہ مسلمان عورت کا طریقہ نہیں یہ جاہلیت کا طریقہ ہے۔

تبرج:-

تبرج کا معنی اظہار، نمائش، ابھرنے اور کھل کر سامنے کے ہیں۔ بادبانی کشتی کے لیے بارجہ کا لفظ اس لیے استعمال ہوتا ہے کہ اس کے بادباں دور سے ہی نمایاں ہوتے ہیں۔

عورت کے لیے لفظ برج کے استعمال کا مطلب:-

ایک یہ کہ عورت اپنے چہرے کا حسن غیر مردوں کو دیکھانے اپنے زیور اور اپنے لباس کی شان مردوں کے سامنے نمایاں کرے۔ اور اپنی چال ڈھال سے اپنے آپ کو نمایاں کرے۔

ابن کثیر کا قول:

جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرا کرتی تھیں اب اسلام بے پردگی کو حرام قرار دیتا ہے۔ ناز سے اٹھلا کر چلنا ممنوع ہے۔ دوپٹہ گلے میں ڈال لیا لیکن اسے لپیٹا نہیں جس سے گردن اور کانوں کے زیور دوسروں کو نظر آئیں، یہ جاہلیت کا بناؤ سنگھار تھا جس سے اس آیت میں روکا گیا ہے۔[23]

امام بخاری کا قول: تبرج یہ ہے کہ عورت اپنے محاسن ظاہر کرے۔[24] لہٰذا اس آیت کا مطلب ہے کہ عورت کسی چادر سے اپنے سینے کو ڈھانک کر رکھے اہل ایمان عورتوں نے یہ حکم سنتے ہی اس کی تعمیل کی اللہ تعالی نے دور جاہلیت کی بے حیائی اور حیا باختہ تہذیب کی نشاندہی فرماتے ہوئے خواتین اسلام کو سنہری اصولوں پر کاربند رہنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

پردے کی استثنائی صورتوں کی عصری معنویت:

کسی اجنبی عورت کو دیکھنے کی بعض صورتوں میں اجازت ہے:-

تعلیم کے حصول کے لئے:

عورت کو فرائض علوم سکھانے والا اگر کوئی محرم موجود نہ ہو اور نہ ہی کوئی معلمہ دستیاب ہو تو عورت پردے میں غیر محرم سے اس صورت میں علم حاصل کر سکتی ہے کہ خلوت نہ ہو یا باپردہ خواتین کے اجتماع میں مرد عالم کا علیحدہ نشست میں بیٹھ کر خواتین کو خطاب کرنا جائز ہے۔فی زمانہ کالجز میں جو لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور بغیر حجاب کی پابندیوں کے مرد اساتذہ تدریس کرتے ہیں اس کی اسلام میں قطعاً گنجائش موجود نہ ہے۔کیونکہ گورنمنٹ گرلز کالجز موجود ہیں لہذا فتنہ کے سدباب کے لئے لڑکیوں کی تعلیم کا علیحدہ بندوبست کرنا چاہیے جیسا کہ بعض کالجز میں رائج ہے۔

نکاح سے قبل دیکھنے کی اجازت:

اگر ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اسے اجازت ہے کہ اس پر ایک نظر ڈال سکتا ہے اور وہ بھی فقط چہرہ اور ہتھیلیاں دیکھ سکتا ہے اور ان کے دیکھنے میں بھی شہوت نہ ہو۔ان کے علاوہ جسم کے باقی اعضاء کی طرف نظر کرنا اس کے لیے جائز نہیں۔روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے ایک جگہ نکاح کا پیغام بھجوایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم نے لڑکی کو دیکھا ہے انہوں نے عرض کیا نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے دیکھ لو اس طرح زیادہ توقع کی جا سکتی ہے کہ تمہارے درمیان موافقت ہو گی۔

عدالتی گواہی یا کارروائی کے لئے:

عدالتی کاروائی یا گواہی کے لئے قاضی کا کسی عورت کو دیکھنا تفتیش جرم کے لیے یا پولیس عورت کو پہچاننے کے لیے صرف چہرہ کو دیکھنا جائز ہے۔

بحالت مجبوری ڈاکٹر کا علاج :

علاج کی غرض سے لیڈی ڈاکٹر کی عدم موجودگی میں مرد ڈاکٹر کا مریضہ کے جسم کے متاثرہ حصہ کو دیکھنا جائز ہے اس کے علاوہ جسم کے دوسرے اعضاء کو ڈاکٹر کے سامنے کھولنا یا بغیر محرم کے خلوت میں ڈاکٹر سے معائنہ کروانا بھی جائز نہیں۔

دوران سفر شناخت کے لیے:

حج و عمرہ کی ادائیگی و دیگر ملکی و بین الاقوامی اسفار میں ملکی شناختی قوانین کی وجہ سے سیکورٹی آفیسر کا دوران سفر شناخت کے لئے عورت پر نظر ڈالنا اور ضروری سوال جواب درست ہے۔

بوڑھی عورت مستثنیٰ ہے:

اور بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید نہ ہو اگر اپنے اضافی کپڑے جیسا کی برقعہ وغیرہ اتار رکھیں تو ان پر کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں۔

ناگہانی صورت حال میں:

اگر خدانخواستہ کسی علاقہ میں زمینی یا آسمانی آفت کا نزول ہو جیسا کہ اگر اچانک سیلاب یا زلزلہ آجائے تو یقینا ایسی صورت حال میں خاص اہتمام کے ساتھ گھر سے نکلنے کا مطلب اپنی جان داؤ پر لگانا ہے اور اسلام اس کی قطعا اجازت نہیں دیتا بلکہ شریعت اسلامیہ میں حفظ جان کو اولین مقاصد میں شمار کیا جاتا ہے۔لہذا حتی الامکان موجود کپڑوں کو لے کے اپنی جان کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے گا۔

خلاصہ بحث/حاصل کلام:

اسلام میں ستر وحجاب کے احکامات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں جن کا مفصل ذکر سورۃ الاحزاب اور سورۃ النور میں بیان ہوا ہے۔فی زمانہ ان کی ضرورت واہمیت اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔اللہ رب العزت نے عورتوں اور مردوں کو فتنہ نفسانی وشیطانی سے محفوظ رکھنے کے لئے اس ضمن میں کچھ حدودوقیود کا تعین فرمادیا ہے۔جن میں عورتوں کو منع کر دیا گیا کہ وہ دور جاہلیت کی خواتین کی طرح بن سنور کر اور اپنی زیب وزینت ظاہر کرتی ہوئی بلا جھجک غیر محارم کے سامنے نہ آئیں۔اور اپنی اوڑھنیوں کے ساتھ اپنے گریبانوں کو ڈھانپے رکھیں اور اپنی نظریں جھکا کر رکھیں۔عورتوں کے لئے ممنوع قرار دیا کے وہ اپنے پاؤں اس طرح زمین پر زور سے ماریں جس سے لوگ ان کی طرف متوجہ ہوں ۔اس سے پتہ چلا کہ عورت کے لیے ہر ایسا عمل کرنا ناجائز ہے جو کہ مردوں کو اپنی جانب راغب کرنے کا باعث ہو جیسے پاؤں میں پائل کا پہننا اور خوشبو لگا کر نکلنا یا جاذب نظر ملبوسات پہننا وغیرہ اگرچہ وہ برقعہ ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ آج کل بازار میں فیشن ایبل برقعوں کا رواج ہے جو کے پہنے ہوئے بھی جسم کے اعضاء واضح نظر آتے ہیں۔

چہرہ کے بارے میں فقہاء کی مختلف رائے ہیں بعض کے نزدیک 'الا ماظھر منھا" میں چہرہ شامل ہے لہذا عورت بغیر چہرہ ڈھانپے غیر محارم کے سامنے جاسکتی ہے۔جبکہ دوسرے فقہاء کی رائے یہ ہے کہ کسی کی خوبصورتی کو دیکھنے کے لئے چہرہ ہی بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور اصل فتنہ بھی اسی سے شروع ہوتا ہے لہذا چہرہ کا پردہ اہم ہے اور وہ اس آیت کے حکم میں شامل نہیں جیسا کے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حضرت صفوان بن معطل والی اور حجۃ الوداع کے موقع پر چہرے کے پردہ کرنے کی روایات سے ثابت ہوتا ہے اسی طرح حضرت ام خلاد کا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں چہرہ ڈھانپ کر حاضر ہونا بھی اس کی دلیل ہے۔بظاہر چہرے کے پردہ کرنے کے دلائل زیادہ قوی ہیں۔دوسری جانب مردوں کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں اور بلا ضرورت گلیوں میں کھڑے ہونے سے منع فرمادیا۔مزید گھروں میں جھانکنے والوں کے لئے سخت وعیدیں ارشاد فرمائیں۔

چند ایک ایسی استثنائی صورتیں ہیں۔جن میں شریعت کی بیان کردہ حدود وقیود پر عمل کرتے ہوئے عورتوں اور مردوں کو اس معاملہ میں کچھ رخصت حاصل ہے۔جیسا کہ طبیب کو معائنہ کروانے کے لئے، فرائض علوم کے حصول

کے لئے، دوران سفر ضروری شناخت کے لئے، عدالت میں گواہی دیتے ہوئے، بوڑھی خواتین ک لیے، کسی ناگہانی صورت میں جیسا کی زمینی یا آسمانی آفات زلزلہ، سیلاب، طوفان کے وقت، دشمن کے خوف سے جب دورن ہجرت بحالت مجبوری وغیرہ۔

سفارشات:

پردہ اور ستر وحجاب کے سلسلہ میں درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں جن پر دور حاضر میں عمل کرنا انتہائی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

1. تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے گھروں میں موجود جملہ خواتین خصوصا نوجوان لڑکیوں کو سورۃ الاحزاب اور سورۃ النور بمعہ ترجمہ وتفسیر پڑھانے کا اہتمام کیا کریں۔
2. بچیوں اور نوجوان لڑکیوں کے بازار سے دستیاب عریاں وحیا باختہ لباس لینے کے بجائے پردے کے احکامات کو مد نظر رکھتے ہوئے باہتمام لباس سلوایا جائے۔
3. دس سال کی عمر میں حکم رسول ﷺ کے مطابق بچوں کے بستر علیحدہ کر دیے جائیں۔
4. ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور دیگر خواتین کے ساتھ معانقہ ومصافحہ کرنے کے غیر اسلامی وغیر اخلاقی رواج کو ختم کرنا چاہیے۔
5. سوشل میڈیا پر موجود غیر اخلاقی مواد سے بچوں کو دور رکھنے کے لیے مناسب اہتمام کیا جائے۔
6. اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ اسلامی اقدار کو مد نظر رکھتے ہوئے مخلوط نظام تعلیم کو مکمل سد باب کریں اور لڑکیوں کے بقدر ضرورت کالجز کا قیام فوری عمل میں لایا جائے۔
7. نصاب تعلیم میں موجود غیر اخلاقی اور معاشقانہ اشعار ومضامین کو حذف کیا جائے اور ان کی جگہ مناسب اخلاقی مضامین شامل کیے جائیں۔
8. سرکاری ونیم سرکاری اداروں میں موجود خواتین کا علیحدہ نظام وضع کیا جائے جس میں کلرک سے لیکر اعلیٰ آفیسر ز تک خواتین کو ہی بھرتی کیا جائے تاکہ خواتین ہر اسانی کے واقعات سے بالکل محفوظ رہ سکیں۔
9. شادی بیاہ ودیگر رسومات پر ہونے والی بے حیائی کو روکنے کے لئے گھر سے سربراہ سے لے کر سربراہ مملکت تک اپنا کردار ادا کریں۔
10. آوارہ اور اوباش لڑکوں کی ہراسانی سے لڑکیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے سخت قوانین وضع کیے جائیں اور اس کی روک تھام کی جائے۔

حوالہ جات

[1] ابراہیم مصطفیٰ، احمد حسن، وغیرہ: المعجم الوسیط، مکتبہ السروق الدولیۃ، 2004ء جلد2، صفحہ 156

[2] النور: 31

[3] پیر محمد کرم شاہ: ضیاء القرآن، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1399، جلد 3، صفحہ، 318

[4] سلیمان بن احمد طبرانی: الجامع الصغیر، جلد 8، صفحہ 314 حدیث نمبر: 8018

[5] النور: 30

[6] النور: 31

[7] محمد بن عیسیٰ ترمذی: سنن ترمذی، أبواب الآدب، باب ماجاء أن الفخذ عورۃ، حدیث رقم: 2798

[8] احمد بن حنبل: مسند احمد، مسند الخلفاء الراشدین، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، حدیث رقم: 1249

[9] پیر محمد کرم شاہ: ضیاء القرآن، جلد 3، صفحہ، 312

[10] سورۃ الاحزاب: 33

[11] سورۃ الاحزاب: 52

[12] سورۃ الاحزاب: 59

[13] حافظ عماد الدین ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، جلد 4، صفحہ 235

[14] علامہ علاالدین حصکفی: در مختار، کراچی، قدیمی کتب خانہ، 2002ء، جلد 1، صفحہ 149

[15] سورۃ طہٰ: 121

[16] مفتی احمد یار خان نعیمی: مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، گجرات، نعیمی کتب خانہ، 2005، جلد 6، صفحہ 637

[17] محمد بن اسماعیل بخاری: الجامع الصحیح البخاری، کتاب الآدب باب الحیاء، حدیث رقم: 6117

[18] محمد عاشق الٰہی: تحفۃ الخواتین، لاہور، ایمان پرنٹر، 2003ء، جلد 1، صفحہ 491

[19] محمد بن اسماعیل بخاری: الجامع الصحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب: لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُبِينٌ حدیث نمبر: 4750

[20] سلیمان بن اشعث: سنن ابو داؤد، حدیث نمبر: 2488

[21] محمد بن جریر طبری؛ تفسیر ابن جریر، لاہور، شبیر برادرز، 2009، جلد 7، صفحہ 39

[22] سورۃ الاحزاب 33

[23] حافظ عماد الدین ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم، جلد 4، صفحہ 272

[24] محمد بن اسماعیل بخاری: الجامع الصحیح البخاری، کتاب التفسیر، حدیث نمبر 4758